آخری ایڈیٹر کی حیثیت سے آپ کا آخری اداریہ

۱۸۷۶ء–۱۹۴۱ء

۲۰ دسمبر ۱۹۴۱ء کو ۲۳ برس کی عمر میں انتقال کرنے والے ایڈیٹر، مترجم اور ناول نگار سجاد حیدر یلدرم کا آخری اداریہ، جو ان کے انتقال کے بعد ۲۷ دسمبر کو شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے اپنی بیماری، ادبی منصوبوں اور اپنی بیٹی کے مستقبل کے بارے میں لکھا۔ یہ تحریر ان کے دوست اور جانشین نیاز فتح پوری کے حوالے کی گئی تھی۔

میرے پیارے دوست، میں جانتا ہوں کہ جب تک یہ سطریں تمہارے ہاتھ میں پہنچیں گی، میں اس دنیا میں نہیں ہوں گا۔ اس لیے نہیں کہ میں بزدل ہوں، بلکہ اس لیے کہ میرا جسم اب اس روح کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا جو ابھی بہت کچھ کہنا چاہتی ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ میرا دل کمزور ہے، مگر میں جانتا ہوں کہ اصل کمزوری دل کی نہیں، امید کی ہے۔ میں نے بہت سے خواب دیکھے تھے، اور ان میں سے کچھ ادھورے رہ گئے۔ مگر کچھ خواب ایسے بھی ہیں جو میرے بعد تمہاری آنکھوں میں زندہ رہیں گے، اور یہی میرے لیے کافی ہے۔

سب سے پہلا خواب میری بیٹی کا ہے۔ وہ ابھی صرف سات برس کی ہے، مگر اس کی آنکھوں میں ایک ایسی روشنی ہے جو میں نے کبھی کسی اور بچے میں نہیں دیکھی۔ وہ سوال پوچھتی ہے جو بڑے بھی پوچھنے سے ڈرتے ہیں۔ اس کی ماں کا انتقال اس کے بچپن کے بیچ میں ہوا، اور میں نے کوشش کی کہ اس کی کمی کو کتابوں، کہانیوں اور محبت سے بھر دوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کامیاب ہوا یا نہیں، مگر میں نے اپنی پوری کوشش کی۔ اب یہ ذمہ داری تمہاری ہے۔ اسے وہ سب کچھ سکھانا جو میں نہیں سکھا سکا۔

دوسرا خواب ہمارے رسالے کا ہے۔ ہم نے مل کر جو پرچہ شروع کیا تھا، اس کا نام ہم دونوں نے بہت سوچ کر رکھا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ ایک ایسی جگہ ہو جہاں نئے لکھنے والے بغیر کسی خوف کے اپنی بات کہہ سکیں، اور جہاں پرانے لکھنے والے اپنی روایت کو بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ایک چراغ کی طرح دیکھیں جو ہاتھ میں لے کر آگے بڑھنا ہے۔ میں نے کئی بار اداریے لکھے اور پھر پھاڑ دیے، کیونکہ ہر بار لگتا تھا کہ جو کہنا ہے وہ ابھی نہیں کہا گیا۔ شاید اسی لیے یہ آخری اداریہ اتنا لمبا ہو گیا ہے۔

تیسرا خواب ایک کتاب کا ہے۔ میں نے برسوں نوٹس جمع کیے ہیں، ترجموں کے مسودے تیار کیے ہیں، اور ایک ناول کا خاکہ بھی لکھا ہے جو میرے دل کے بہت قریب ہے۔ مگر ہر بار جب میں اسے شروع کرنے بیٹھتا ہوں، کوئی نہ کوئی ذمہ داری سامنے آ جاتی ہے۔ اب وہ کتاب میرے ہاتھ میں نہیں آئے گی، مگر میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہارے ہاتھ میں آئے۔ اس کے کاغذات میری الماری کے نچلے خانے میں ہیں، اور ان پر میں نے ایک چٹ لگا دی ہے۔ اگر تم اسے مکمل کر سکو تو بہتر، اور اگر نہ کر سکو تو بھی کوئی بات نہیں۔

آخر میں میں اپنے قارئین سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، جنہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا مگر جن کے خطوط میں نے برسوں پڑھے ہیں۔ آپ نے ہمیں جو محبت دی، وہ ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ ہم نے کبھی کسی کو خوش کرنے کے لیے نہیں لکھا، مگر یہ بھی سچ ہے کہ ہر صفحہ آپ کے خطوں کی روشنی میں لکھا گیا۔ اگر کبھی ہم نے کسی کی دل آزاری کی ہو تو معاف کر دیجیے گا۔ ہم انسان تھے، اور انسان ہی رہے۔

اب میں قلم رکھتا ہوں۔ باہر شام ہو رہی ہے اور کھڑکی سے وہی پرانا نیم کا درخت دکھائی دیتا ہے جس کے نیچے بیٹھ کر میں نے اپنی پہلی کہانی لکھی تھی۔ شاید کل میں اسے نہ دیکھ سکوں، مگر یہ جانتا ہوں کہ وہ وہیں کھڑا رہے گا، اور شاید کوئی اور لکھنے والا اس کے نیچے بیٹھ کر وہی سوچے گا جو میں نے سوچا تھا۔ یہی ادب کا سب سے خوبصورت تسلسل ہے۔

خدا حافظ، اور خدا تمہیں اور ہمارے رسالے کو لمبی عمر دے۔

تمہارا پرانا ساتھی، سجاد حیدر یلدرم

۱۸ دسمبر ۱۹۴۱ء

ادارۂ ریختہ کی جانب سے اعلانات

۱۸۷۶ء–۱۹۴۱ء

۲۰ دسمبر ۱۹۴۱ء کو ۲۳ برس کی عمر میں انتقال کرنے والے ایڈیٹر، مترجم اور ناول نگار سجاد حیدر یلدرم کا آخری اداریہ، جو ان کے انتقال کے بعد ۲۷ دسمبر کو شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے اپنی بیماری، ادبی منصوبوں اور اپنی بیٹی کے مستقبل کے بارے میں لکھا۔ یہ تحریر ان کے دوست اور جانشین نیاز فتح پوری کے حوالے کی گئی تھی۔

میرے پیارے دوست، میں جانتا ہوں کہ جب تک یہ سطریں تمہارے ہاتھ میں پہنچیں گی، میں اس دنیا میں نہیں ہوں گا۔ اس لیے نہیں کہ میں بزدل ہوں، بلکہ اس لیے کہ میرا جسم اب اس روح کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا جو ابھی بہت کچھ کہنا چاہتی ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ میرا دل کمزور ہے، مگر میں جانتا ہوں کہ اصل کمزوری دل کی نہیں، امید کی ہے۔ میں نے بہت سے خواب دیکھے تھے، اور ان میں سے کچھ ادھورے رہ گئے۔ مگر کچھ خواب ایسے بھی ہیں جو میرے بعد تمہاری آنکھوں میں زندہ رہیں گے، اور یہی میرے لیے کافی ہے۔

سب سے پہلا خواب میری بیٹی کا ہے۔ وہ ابھی صرف سات برس کی ہے، مگر اس کی آنکھوں میں ایک ایسی روشنی ہے جو میں نے کبھی کسی اور بچے میں نہیں دیکھی۔ وہ سوال پوچھتی ہے جو بڑے بھی پوچھنے سے ڈرتے ہیں۔ اس کی ماں کا انتقال اس کے بچپن کے بیچ میں ہوا، اور میں نے کوشش کی کہ اس کی کمی کو کتابوں، کہانیوں اور محبت سے بھر دوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کامیاب ہوا یا نہیں، مگر میں نے اپنی پوری کوشش کی۔ اب یہ ذمہ داری تمہاری ہے۔ اسے وہ سب کچھ سکھانا جو میں نہیں سکھا سکا۔

دوسرا خواب ہمارے رسالے کا ہے۔ ہم نے مل کر جو پرچہ شروع کیا تھا، اس کا نام ہم دونوں نے بہت سوچ کر رکھا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ ایک ایسی جگہ ہو جہاں نئے لکھنے والے بغیر کسی خوف کے اپنی بات کہہ سکیں، اور جہاں پرانے لکھنے والے اپنی روایت کو بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ایک چراغ کی طرح دیکھیں جو ہاتھ میں لے کر آگے بڑھنا ہے۔ میں نے کئی بار اداریے لکھے اور پھر پھاڑ دیے، کیونکہ ہر بار لگتا تھا کہ جو کہنا ہے وہ ابھی نہیں کہا گیا۔ شاید اسی لیے یہ آخری اداریہ اتنا لمبا ہو گیا ہے۔

تیسرا خواب ایک کتاب کا ہے۔ میں نے برسوں نوٹس جمع کیے ہیں، ترجموں کے مسودے تیار کیے ہیں، اور ایک ناول کا خاکہ بھی لکھا ہے جو میرے دل کے بہت قریب ہے۔ مگر ہر بار جب میں اسے شروع کرنے بیٹھتا ہوں، کوئی نہ کوئی ذمہ داری سامنے آ جاتی ہے۔ اب وہ کتاب میرے ہاتھ میں نہیں آئے گی، مگر میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہارے ہاتھ میں آئے۔ اس کے کاغذات میری الماری کے نچلے خانے میں ہیں، اور ان پر میں نے ایک چٹ لگا دی ہے۔ اگر تم اسے مکمل کر سکو تو بہتر، اور اگر نہ کر سکو تو بھی کوئی بات نہیں۔

آخر میں میں اپنے قارئین سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، جنہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا مگر جن کے خطوط میں نے برسوں پڑھے ہیں۔ آپ نے ہمیں جو محبت دی، وہ ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ ہم نے کبھی کسی کو خوش کرنے کے لیے نہیں لکھا، مگر یہ بھی سچ ہے کہ ہر صفحہ آپ کے خطوں کی روشنی میں لکھا گیا۔ اگر کبھی ہم نے کسی کی دل آزاری کی ہو تو معاف کر دیجیے گا۔ ہم انسان تھے، اور انسان ہی رہے۔

اب میں قلم رکھتا ہوں۔ باہر شام ہو رہی ہے اور کھڑکی سے وہی پرانا نیم کا درخت دکھائی دیتا ہے جس کے نیچے بیٹھ کر میں نے اپنی پہلی کہانی لکھی تھی۔ شاید کل میں اسے نہ دیکھ سکوں، مگر یہ جانتا ہوں کہ وہ وہیں کھڑا رہے گا، اور شاید کوئی اور لکھنے والا اس کے نیچے بیٹھ کر وہی سوچے گا جو میں نے سوچا تھا۔ یہی ادب کا سب سے خوبصورت تسلسل ہے۔

خدا حافظ، اور خدا تمہیں اور ہمارے رسالے کو لمبی عمر دے۔

تمہارا پرانا ساتھی، سجاد حیدر یلدرم

۱۸ دسمبر ۱۹۴۱ء

آخری اداریہ کی صورتِ حال

۱۸۷۶ء–۱۹۴۱ء

۲۰ دسمبر ۱۹۴۱ء کو ۲۳ برس کی عمر میں انتقال کرنے والے ایڈیٹر، مترجم اور ناول نگار سجاد حیدر یلدرم کا آخری اداریہ، جو ان کے انتقال کے بعد ۲۷ دسمبر کو شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے اپنی بیماری، ادبی منصوبوں اور اپنی بیٹی کے مستقبل کے بارے میں لکھا۔ یہ تحریر ان کے دوست اور جانشین نیاز فتح پوری کے حوالے کی گئی تھی۔

میرے پیارے دوست، میں جانتا ہوں کہ جب تک یہ سطریں تمہارے ہاتھ میں پہنچیں گی، میں اس دنیا میں نہیں ہوں گا۔ اس لیے نہیں کہ میں بزدل ہوں، بلکہ اس لیے کہ میرا جسم اب اس روح کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا جو ابھی بہت کچھ کہنا چاہتی ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ میرا دل کمزور ہے، مگر میں جانتا ہوں کہ اصل کمزوری دل کی نہیں، امید کی ہے۔ میں نے بہت سے خواب دیکھے تھے، اور ان میں سے کچھ ادھورے رہ گئے۔ مگر کچھ خواب ایسے بھی ہیں جو میرے بعد تمہاری آنکھوں میں زندہ رہیں گے، اور یہی میرے لیے کافی ہے۔

سب سے پہلا خواب میری بیٹی کا ہے۔ وہ ابھی صرف سات برس کی ہے، مگر اس کی آنکھوں میں ایک ایسی روشنی ہے جو میں نے کبھی کسی اور بچے میں نہیں دیکھی۔ وہ سوال پوچھتی ہے جو بڑے بھی پوچھنے سے ڈرتے ہیں۔ اس کی ماں کا انتقال اس کے بچپن کے بیچ میں ہوا، اور میں نے کوشش کی کہ اس کی کمی کو کتابوں، کہانیوں اور محبت سے بھر دوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کامیاب ہوا یا نہیں، مگر میں نے اپنی پوری کوشش کی۔ اب یہ ذمہ داری تمہاری ہے۔ اسے وہ سب کچھ سکھانا جو میں نہیں سکھا سکا۔

دوسرا خواب ہمارے رسالے کا ہے۔ ہم نے مل کر جو پرچہ شروع کیا تھا، اس کا نام ہم دونوں نے بہت سوچ کر رکھا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ ایک ایسی جگہ ہو جہاں نئے لکھنے والے بغیر کسی خوف کے اپنی بات کہہ سکیں، اور جہاں پرانے لکھنے والے اپنی روایت کو بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ایک چراغ کی طرح دیکھیں جو ہاتھ میں لے کر آگے بڑھنا ہے۔ میں نے کئی بار اداریے لکھے اور پھر پھاڑ دیے، کیونکہ ہر بار لگتا تھا کہ جو کہنا ہے وہ ابھی نہیں کہا گیا۔ شاید اسی لیے یہ آخری اداریہ اتنا لمبا ہو گیا ہے۔

تیسرا خواب ایک کتاب کا ہے۔ میں نے برسوں نوٹس جمع کیے ہیں، ترجموں کے مسودے تیار کیے ہیں، اور ایک ناول کا خاکہ بھی لکھا ہے جو میرے دل کے بہت قریب ہے۔ مگر ہر بار جب میں اسے شروع کرنے بیٹھتا ہوں، کوئی نہ کوئی ذمہ داری سامنے آ جاتی ہے۔ اب وہ کتاب میرے ہاتھ میں نہیں آئے گی، مگر میں چاہتا ہوں کہ وہ تمہارے ہاتھ میں آئے۔ اس کے کاغذات میری الماری کے نچلے خانے میں ہیں، اور ان پر میں نے ایک چٹ لگا دی ہے۔ اگر تم اسے مکمل کر سکو تو بہتر، اور اگر نہ کر سکو تو بھی کوئی بات نہیں۔

آخر میں میں اپنے قارئین سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، جنہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا مگر جن کے خطوط میں نے برسوں پڑھے ہیں۔ آپ نے ہمیں جو محبت دی، وہ ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ ہم نے کبھی کسی کو خوش کرنے کے لیے نہیں لکھا، مگر یہ بھی سچ ہے کہ ہر صفحہ آپ کے خطوں کی روشنی میں لکھا گیا۔ اگر کبھی ہم نے کسی کی دل آزاری کی ہو تو معاف کر دیجیے گا۔ ہم انسان تھے، اور انسان ہی رہے۔

اب میں قلم رکھتا ہوں۔ باہر شام ہو رہی ہے اور کھڑکی سے وہی پرانا نیم کا درخت دکھائی دیتا ہے جس کے نیچے بیٹھ کر میں نے اپنی پہلی کہانی لکھی تھی۔ شاید کل میں اسے نہ دیکھ سکوں، مگر یہ جانتا ہوں کہ وہ وہیں کھڑا رہے گا، اور شاید کوئی اور لکھنے والا اس کے نیچے بیٹھ کر وہی سوچے گا جو میں نے سوچا تھا۔ یہی ادب کا سب سے خوبصورت تسلسل ہے۔

خدا حافظ، اور خدا تمہیں اور ہمارے رسالے کو لمبی عمر دے۔

تمہارا پرانا ساتھی، سجاد حیدر یلدرم

۱۸ دسمبر ۱۹۴۱ء